خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیرؔ
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

غمخوار وغمگسار، سود وزیاں سے لاپرواہ ہو کر حق بولنے کی ہمت وجرأت رکھنے والے مردِ آہن، قرونِ وسطیٰ کے مجاہدین اسلام کی ممتاز خصوصیات اور اوصاف کا عطر مجموعہ۔

یہ ایک ایسے چہرہ کا قلمی خاکہ ہے جس کا خیال آتے ہی ایک ایسی مغموم مسکراہٹ نگاہوں کے سامنے گھوم جاتی ہے جو اپنے اندر نہ جانے کتنی محرومیاں، نامرادیاں، تلخیاں، زیادتیاں اور غم دوراں سموئے رہتی تھی۔

لیکن آہ! اب یہ غمگین مسکراہٹ بھی قبرستان حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ میں منوں مٹی کے نیچے دبکر قیامت کی نیند سوگئی۔

قضا کس کو نہیں آتی ہے یوں تو سب کو آتی ہے
پر اس مرحوم کی بوئے کفن کچھ اور کہتی ہے

آپ سمجھے بھی یہ کون سی شخصیت ہے؟ یہ مفکر ملت مولانا مفتی عتیق الرحمٰن عثمانی کی ذات گرامی ہے۔

مفتی صاحب اصلی معنوں میں انسانی اخوت اور خدمت خلق کا بہترین مجسمہ اور نکھرا ہوا نمونہ تھے۔ مفتی صاحب کی عظمت کا سب سے جدا اور منفرد پہلو یہ تھا کہ ان سے گفتگو کرتے وقت متکلم کو اپنی بڑائی اور عظمت کا احساس ہونے لگتا تھا۔ حضرت مفتی صاحب مخاطب سے کچھ اس انداز میں گفتگو کرتے تھے کہ اس میں یہ اعتماد ابھرتا تھا کہ وہ بھی کوئی حیثیت رکھتا ہے۔

مفتی صاحب خودستائی اور خودبینی کی انسانی کمزوریوں میں مبتلا نہ تھے۔ وہ اپنی ذات کے بارے میں بہت ہی کم باتیں کرتے تھے لیکن دوسرون کی شخصیت کے بارے میں اس قدر دلچسپی لیتے تھے جیسے وہ کسی عظیم اسکالر اور قدآور شخصیت کا مطالعہ کر رہے ہوں بقول مولانا بدرالحسن قاسمی کہ مفتی صاحب کی ایک عجیب وغریب ادا انکی بے انتہا تواضع تھی۔ اپنے چھوٹوں کے سامنے بھی وہ اس طرح بچھ جاتے تھے کہ شرمندگی ہوتی تھی بڑی